

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی عِبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

فَلَمَّا أَحَسَّ عَيْسَىٰ مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَأَشْهَدُ بِأَنَّ مَسِيْحَ الْمَوْعُوْدِ (ال عمران - ۵۳)
پس جب عیسیٰ نے ان میں کفر دیکھا تو کہا کہ اللہ کیلئے میرے کون مددگار ہیں؟ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کیلئے مددگار ہیں۔
ہم اللہ پر ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم یقیناً فرمانبردار ہیں۔

عیسیٰ ابن مریم اور اجتہادی غلطی سے متعلقہ شبہات کا ازالہ

عزیزم محترم احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے آپ بفضل اللہ تعالیٰ بخیر وعافیت ہونگے آمین۔ آپ نے اپنی مورخہ ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۲ء کی ای میل میں چند مزید سوالات لکھ کر بھیجے تھے۔ آپ کا پہلا سوال اس طرح ہے۔

سوال نمبر ۱۔ ”آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو جو خطوط لکھے ان میں دو کتابچوں کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ ساتھ بھجوا رہا ہوں۔ وہ دو کتابچے کون سے تھے۔ اندازے سے میں نے انہیں آپ کی کتاب غلام مسیح الزماں اور نیکی خدا ہے خیال کیا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ کیا وہ اصل کتابچے جو آپ نے حضور کو بھجوائے تھے خاکسار کو بھجوا سکتے ہیں۔ کیونکہ ویب سائٹ پر موجود کتابچے پر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ نظر ثانی کے بعد۔ اس لیے میں وہ اصل کتابچے پڑھنا چاہتا ہوں۔“

الجواب۔۔ خاکسار نے مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۹۳ء کے دن جناب خلیفہ رابع صاحب کو جو دو کتابچے بھیجے تھے۔ اُنکے متعلق آپ نے جو اندازہ لگایا ہے وہ بالکل درست ہے۔ خاکسار یہاں اسکی مزید وضاحت کرتا ہے۔ کتاب غلام مسیح الزماں جو اس وقت alghulam.com پر آن ایئر ہے۔ اس کتاب کا حصہ اول ”الہامی پیشگوئی کا تجزیہ“ جو صفحہ ۱۲۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۳۵ تک چلتا ہے۔ یہ اردو کا کتابچہ تھا۔ جو میں نے جناب خلیفہ رابع صاحب کو بھیجا تھا۔ اسی کتاب کا حصہ دوم جو کتاب کے صفحہ ۲۳۶ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۴۶ تک چلتا ہے۔ اس وقت کتاب میں اس کا عنوان ”الہامی پیشگوئی کی حقیقت“۔ ”نیکی خدا ہے“۔ ”سلطان مبین“ لکھا ہوا ہے۔ یہ وہ دوسرا کتابچہ تھا جو میں نے جناب خلیفہ رابع صاحب کو بھیجا تھا۔ یہ کتابچہ میں نے اولاً انگریزی میں لکھا تھا اور اس کا عنوان خاکسار کے الہام ”Virtue is God“ پر مشتمل تھا۔ اردو کتابچے کے سلسلہ میں گزارش ہے کہ میں نے اسکو ہاتھ سے لکھا تھا اور پرنٹرنے اسے کتابی شکل میں ڈھال دیا۔ اُس وقت میرے پاس اسکی ۱۴ کاپیاں تھیں۔ ایک کتابچہ تو جناب خلیفہ رابع صاحب کو بھیج دیا تھا اور باقی ۱۲ کتابچے خاکسار نے سنجیدہ دوست احباب کو پڑھنے کیلئے دے دیئے تھے۔ ایک کتابچہ اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ میں اس کتابچے کو کسی کو دے نہیں سکتا کیونکہ یہ بطور ثبوت اور ریکارڈ میرے پاس موجود ہے۔ اگر کوئی میرے پاس آکر اس کتابچے کو پڑھنا چاہے تو۔۔۔ **چشم مارو شن۔ دل ماشاد** جہاں تک دوسرے کتابچے یعنی Virtue is God کا تعلق ہے۔ میں نے یہ کتابچہ باقاعدہ چھاپہ خانہ سے شائع کروایا تھا۔ اگر آپ اس

کتانچے کو پڑھنا چاہیں تو میں اصل کتانچے کو بذریعہ ڈاک آپ کو بھیج سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ انگریزی کا یہ اصل کتابچہ کینیڈا میں میرے کسی پیروکار کے پاس بھی موجود ہو۔ اپنے لکھے ہوئے انگریزی کتانچے (Virtue is God) کا ترجمہ خاکسار نے خود کیا تھا۔ یہ دونوں کتانچے [پیش لفظ، تعارف، مقدمہ اور جماعت احمدیہ کیلئے لمحہ فکریہ کے علاوہ] میری کتاب غلام مسیح الزماں میں حصہ اول (الہامی پیشگوئی کا تجزیہ) اور حصہ دوم (الہامی پیشگوئی کی حقیقت) کے طور پر شامل ہیں۔ نظر ثانی کرتے وقت ان دونوں کتابچوں میں معمولی سی تبدیلی کی گئی ہے۔ مثلاً کسی لفظ کو درست کیا ہے۔ کسی جگہ پر زیادہ موزوں فقرے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یا حصہ اول میں حضورؐ کے پیشگوئیوں کے سلسلہ میں چند مزید حوالے بڑھادیئے ہونگے۔ میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ نظر ثانی کرتے وقت دونوں کتابچوں میں اضافہ تو ضرور ہوا ہے لیکن ان دونوں کتابچوں میں کوئی قابل ذکر کمی نہیں کی گئی ہے۔ غلام مسیح الزماں کتاب جو اس وقت ویب سائٹ پر آن ایئر ہے۔ آپ اس میں دونوں کتابچوں کے اصل مضامین پڑھ سکتے ہیں۔ **تعارف** میں حضورؐ کا موعود غلام کے بارے میں مبشر الہامی کلام درج ہے جبکہ **مقدمہ** ان تین خطوط پر مشتمل ہے جو خاکسار نے مختلف اوقات میں جناب خلیفہ رابع صاحب کو لکھے تھے۔ میں کسی خطبہ جمعہ میں آپ کیلئے یہ دونوں کتانچے ناظرین کو دکھاؤں گا۔

سوال نمبر ۲۔ ”مندرجہ ذیل سوال دوبارہ لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ کوشش کے باوجود اسے سمجھ نہیں پا رہا۔۔۔ آپ رسول کریم ﷺ کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا تھا۔ شروع میں میں، درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح ابن مریم ہوگا۔ اس طرح آپ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمدؒ مہدی تھے اور میں مسیح ہوں۔۔۔ جبکہ حضرت مرزا غلام احمدؒ اسکے برعکس ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ رسول کریم ﷺ کی حدیث کہ مہدی ہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔ کے مطابق میں ہی مہدی ہوں اور میں ہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ اور اسکے علاوہ دوسری احادیث کو رد کرتے ہیں۔۔۔ برائے مہربانی اسکی وضاحت فرمائیں۔“

الجواب۔۔۔ امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں آپ کے سوال کے جواب میں خاکسار نے ایک مفصل مضمون لکھ کر آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے پانچویں جلسہ سالانہ ۲۰۱۴ء کے موقع پر خاکسار کی آخری تقریر کا موضوع [امام مہدی و مسیح عیسیٰ ابن مریم سے متعلقہ پیشگوئیوں کی حقیقت جو اس وقت ویب سائٹ پر آن ایئر ہے] آپ کا یہی سوال تھا۔ آپ نے جو دوبارہ سوالات لکھ کر بھیجے ہیں۔ ان سوالوں کے جواب میں دیری کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں سمجھتا تھا کہ خاکسار کا مضمون پڑھ کر امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم کی پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں اگر کوئی کمی رہ گئی تھی تو پھر شاید میری تقریر سن کر اس ضمن میں آپ کی کنفیوژن دور ہوگئی ہوگی۔ یہاں پر ایک بار پھر اسکی وضاحت کر دیتا ہوں حضرت مرزا غلام احمدؒ ابن ماجہ کی حدیث (وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ) (ابن ماجہ کتاب الفتن) اور کوئی مہدی نہیں مگر عیسیٰ ابن مریم) کے مطابق امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم دونوں تھے۔ حضرت مرزا غلام احمدؒ امام مہدی ہونے کے علاوہ صرف مسیح عیسیٰ ابن مریم ہی نہیں تھے بلکہ آپؐ میں سب نبیوں کی شان پائی جاتی تھی۔ جیسا کہ آپؐ فرماتے ہیں۔

”اس وحی الہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر

ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحق ہوں میں اسمعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔“ (حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۶ حاشیہ)

اسی طرح آپؐ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔۔۔ میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار (ثانیاً) میں نے آپؐ کو لکھا تھا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ اُمت محمدیہ میں دو مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے ہیں۔ تفصیل جاننے کیلئے کتاب غلام مسیح الزماں کے صفحہ ۱۵۲ پر ”غلام مسیح الزماں کی خبر احادیث میں“ کا عنوان پڑھیں۔

(ثالثاً) اُمت محمدیہ میں ایک مسیح عیسیٰ ابن مریم تو بطور امام نزول فرمانے والے تھے اور وہی امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ اور دوسرا حضرت امام مہدیؑ کی جماعت میں انتخابی امامت کے دوران (تفصیل کیلئے مضمون نمبر ۱۱ قدرت ثانیہ سے کیا مراد ہے؟ پڑھیں) نزول فرمانے والا موعودؑ کی غلام مسیح الزماں یا مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔ یہ وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت امام مہدیؑ و مسیح موعودؑ کے الہامی کلام میں بھی (تفصیل کیلئے مضمون نمبر ۱۱ حضرت مسیح ناصریؑ اور غلام مسیح الزماں کے مابین مماثلت پڑھیں) بشارت موجود ہے۔ اب یہ دونوں مسیح عیسیٰ ابن مریم ایک وجود تو نہیں ہو سکتے۔ ایک تو محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ بذات خود تھے اور دوسرا آپؐ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دیا گیا کی غلام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامی کلام میں مسیح عیسیٰ ابن مریم قرار دیا ہے اور محمدی مریم نے بھی اپنے مقدس فرمودات میں اُسے مسیح ابن مریم قرار دیا ہوا ہے۔ جیسا کہ آپؐ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ ”اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے“ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

آپؐ نے حضرت احمد علیہ السلام کے حوالہ سے یہ جو لکھا ہے کہ۔۔۔ ”اور اسکے علاوہ دوسری احادیث کو رد کرتے ہیں“ آپؐ پر فرض تھا کہ آپؐ حضورؐ کی تحریر کا وہ حوالہ بھی پیش کرتے جن میں آپؐ کے بقول حضورؐ نے دوسری احادیث کو رد فرمایا ہے۔ آپؐ کی اطلاع کیلئے عرض کرتا ہوں کہ حضرت احمدؑ نے کسی صحیح حدیث کو رد نہیں فرمایا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرَفُو عَا قَالَ لَنْ تَهْلِكَ أُمَّةٌ أَنَا فِي أَوْ لَهَا وَعِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فِي آخِرِهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسَطُهَا۔“ (کنز العمال ۲ / ۱۸۷ - جامع الصغير ۲ / ۱۰۴ بحوالہ حدیقتہ الصالحین صفحہ ۴۰۲) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جسکے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی ہوں گے۔

عزیزم احمد صاحب۔۔۔ یہ وہ حدیث ہے جس کو جماعت احمدیہ نے (حدیقتہ الصالحین صفحہ ۴۰۲) اپنے کسی سابقہ ایڈیشن میں درج کیا ہوا تھا لیکن آجکل نئے ایڈیشنوں میں اس حدیث کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اگر اس حدیث کو حضرت احمدؑ نے رد کیا ہوتا تو کیا آپؐ کی جماعت اس حدیث کو حدیقتہ الصالحین میں درج کرتی؟؟ ہرگز درج نہ کرتی۔ اب اس سے زیادہ میں دونوں مسیح عیسیٰ ابن مریموں کے بارے میں

کیا وضاحت کروں؟؟ اُمید ہے آپ اسی کو کافی سمجھیں گے۔

سوال نمبر ۳۔۔ ”نبی سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے۔ درست بات ہے۔ لیکن یہ بات کہ نبی اپنی ساری زندگی ایک اجتہادی غلطی پر قائم رہ سکتا ہے۔ بندہ سمجھ نہیں پا رہا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

[[جیسا کہ خاکسار بتا چکا ہے کہ حضورؐ ”ذکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودؑ“ کو اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اپنے گھر میں اُسکے تولد کا آخری وقت تک انتظار کرتے رہے۔ جیسا کہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم کی درج ذیل شہادت سے بھی ظاہر ہے۔ آپ فرماتی ہیں:-

”یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر بیٹی کہا کرتی اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے۔ بیٹی ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔ مبارک احمد کی وفات کے بعد کے الہامات بھی شاہد ہیں کہ ایک بار میرے سامنے بھی مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جانؑ سے بڑے زور سے اور یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ تم کو مبارک کا بدلہ جلد ملے گا۔ بیٹے کی صورت میں یا نافلہ (پوتے) کی صورت میں۔“ (حیات ناصر جلد اول صفحہ ۱۴ بحوالہ بشارات ربانیہ صفحہ ۱۸)

(۱) یہ حوالہ میرے اس بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ حضورؐ ”ذکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودؑ“ کے اپنے ہاں تولد کیلئے آخری وقت تک منتظر رہے۔ لیکن بعد ازاں حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ ذکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودؑ آپ کا کوئی جسمانی فرزند نہیں تھا۔ اگر یہ ذکی غلام آپ کا جسمانی فرزند ہوتا تو ضرور آپ کے ہاں پیدا ہوتا۔ کھڑے ہو کر دلائل کیساتھ اپنا نافلہ ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہو۔ بعد ازاں حضرت مہدیؑ و مسیح موعودؑ اسی مثیل مبارک احمد کا انتظار کرتے کرتے بالآخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے دن لاہور میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔۔۔۔۔ (آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۲، ۳)

ہے۔ تو اس سلسلہ میں یہاں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ مسیح موعودؑ کے جس بیٹے کا ذکر کیا جاتا ہے وہ بیٹا دراصل مسیح موعود کا روحانی فرزند ہے نہ کہ صلیبی بیٹا۔ حضورؐ پر بعض الہامات نافلہ غلام کے متعلق نازل ہوئے تھے۔ حضورؐ نے یہاں نافلہ سے اپنا کوئی پوتا مراد لیا تھا۔ واضح رہے کہ حضورؑ کا نافلہ غلام کے متعلق اپنا پوتا ہونے کا خیال بھی آپ کا اجتہادی خیال تھا جو کہ بعد ازاں ذکی غلام کو لڑکا خیال کرنے کی طرح درست ثابت نہ ہوا۔ حضورؐ نے اپنے جس صلیبی لڑکے کے متعلق بھی ذکی غلام (لڑکا) ہونے کا خیال ظاہر فرمایا وہ لڑکے (بشیر احمد اول اور صاحبزادہ مبارک احمد) فوت ہو گئے۔ اسی طرح آپ نے نافلہ غلام کی پیشگوئی کو بمعنی پوتا اپنے جس پوتے پر چسپاں کیا تھا وہ پوتا (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) بھی صغریٰ میں فوت ہو گیا۔ جہاں تک نعمت اللہ ولی کی یادگار بیٹے کے متعلق پیشگوئی کا تعلق ہے تو میں اس پر اپنے مضامین میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔ یہ یادگار بیٹا (آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ ۶، ۷) [[

ان حوالوں کو پڑھنے کے بعد بندہ یہ سمجھ پایا ہے کہ پہلی دفعہ تو اجتہادی غلطی ہو گئی اور وہ بچہ فوت ہو گیا۔ لیکن حضورؐ پھر بھی نہیں سمجھے اس لیے ایک اور بیٹے کو پھر موعود کہہ دیا اللہ نے اُسے بھی مار دیا۔ پھر اپنے پوتے کو موعود خیال کیا وہ بھی مر گیا۔ اور آپؐ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تک اسی خیال میں مبتلا رہے کہ وہ میرا جسمانی بیٹا ہی ہوگا۔۔۔۔۔ برائے مہربانی اس سلسلہ میں بھی رہنمائی فرمائیں۔ تکلیف کیلئے معذرت خواہ ہوں۔“

الجواب۔۔۔ عزیزم احمد صاحب۔ جو اباً گزارش کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اپنے موعود امام مہدی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

”وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ۖ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ أَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔ أُمُّ سَلَمَةَ ۖ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے مہدی میری عترة اولادِ فاطمہؑ میں سے ہوگا۔ روایت کیا اسکو ابو داؤد نے۔“ (مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۸)

اب آنحضرت ﷺ نے اپنے امام مہدی کے متعلق اپنے پاس سے یا اندازے سے تو یہ پیشگوئی نہیں فرمائی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم اور تصرف کے مطابق ہی یہ فرمایا ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کے متعلق سورۃ النجم میں فرماتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۗ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ (النجم۔ ۴، ۵، ۶) اور وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا۔ یہ تو

محض ایک وحی ہے جو تاری جا رہی ہے۔ اُسے مضبوط طاقتوں والے نے سکھایا ہے۔

اب آنحضرت ﷺ کا اپنے امام مہدی کو اپنی بیٹی فاطمہؑ کی عترت میں سے قرار دینے کے سلسلہ میں ہمارے لیے تطبیق پیدا کرنے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہم مغلیہ خاندان کو حضرت فاطمہؑ کی نسل سے ثابت کر سکیں۔ لہذا ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم اسے آنحضرت ﷺ کا ایک اجتہادی سہو خیال کریں جو کہ الہی منشاء اور تصرف کے ماتحت آپ ﷺ سے سرزد ہوا تھا۔ اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے نبی ﷺ کی اُمت کے ایمان اور تقویٰ کا امتحان منظور تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو اُمت محمدیہ کا امتحان منظور نہ ہوتا تو پھر آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر یہ فرمانے کہ (میرا امام مہدی میری فاطمہؑ کی عترت سے ظاہر ہوگا) کی بجائے صاف طور پر یہ فرمادیتے کہ میرا امام مہدی ہندوستان میں عجمیوں کی مغلیہ نسل میں سے ہوگا۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو پھر اُمت محمدیہ کی اکثریت حضرت مرزا غلام احمدؒ کا انکار کر کے مور و غضب الہی نہ بنتی۔

یہی معاملہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں حضرت مرزا صاحبؒ سے ہوا ہے۔ سب سے پہلے تو حضورؐ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دیئے گئے دو وجودوں یا دو پیشگوئیوں کو ایک وجود یا ایک پیشگوئی خیال فرماتے رہے۔ اور پھر الہامی فقرہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا“ کے زیر اثر وہ اس ایک وجود کو بھی اپنا جسمانی لڑکا سمجھ بیٹھے جیسا کہ زکی غلام کے آگے بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھنے سے ظاہر ہے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؒ کو الہاماً بتا دیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دیئے گئے ایک کی بجائے دو وجود ہیں (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ / مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۷۵)۔

لیکن اسکے باوجود حضورؐ الہی تصرف کے ماتحت دونوں وجودوں کو اپنے دو جسمانی لڑکے سمجھتے رہے (تذکرہ صفحہ ۱۳۲۔ سبزا شتہار تصنیف کیم دسمبر ۱۸۸۸ء۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ حاشیہ)۔

بعد ازاں بشیر احمد اول پیدا ہو کر وفات پا گئے۔ بشیر احمد اول کی وفات کے بعد حضورؐ نے یہ گمان کیا کہ دونوں لڑکوں میں سے ایک لڑکا پیدا ہو کر فوت ہونے سے پیشگوئی مصلح موعود کا ایک حصہ پورا ہو کر ختم ہو گیا ہے۔ یا دونوں پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ ”یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روزہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔ بیس ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ / مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۷۵)

حالانکہ علم الہی میں ایسا نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اول کے مثیل کی بشارت دے کر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں موعود لڑکے سے متعلقہ حصے کو آگے اُسکے مثیل کی طرف منتقل کر دیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے الہامی کلام میں فرماتا ہے۔

(الف) ”اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہو گا۔ یَخْلُقُ مَا يَشَاءُ“ (تذکرہ صفحہ ۱۳۱۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۷۹ احاشیہ)

(ب) ”ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا يَشَاءُ“ (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ)

(ج) ”إِن لِي كَانَ إِنبَاءً صَغِيرًا وَ كَانَ اسْمُهُ بِشِيرًا فَفَتَوَّاهُ اللَّهُ فِي أَيَّامِ الرِّضَاعِ۔ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَنْقَى لِلَّذِينَ اتَّزَوْا سُبُلَ التَّقْوَىٰ وَالْإِرْتِيَاعِ فَالْهَمْتُ مِنْ رَبِّي۔ إِنَّا نَرُودُهُ إِلَيْكَ تَفَضُّلاً عَلَيَّكَ“ (سِرِّ الخِلافة۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱) ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا بشیر خواگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہو انکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اسکا مثیل عطا ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

دوسری طرف الہامی فقرے ”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا“ کے زیر اثر اور الہی منشاء کے مطابق حضور دوسرے وجود یعنی موعودؑ کی غلام کو بھی اپنا جسمانی لڑکا سمجھنے کے اپنے خیال پر اپنی زندگی کے آخری سانس تک جمے رہے۔ بعد ازاں حضورؑ کے گھر میں لڑکے پیدا ہوتے رہے اور آپ ان لڑکوں کے نام بطور تقاؤل رکھتے رہے۔ لیکن حضورؑ نے اپنے جس لڑکے کو بھی پسر موعود یعنی مصلح موعود خیال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس لڑکے اور پوتے کو فوت کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے موعودؑ کی غلام کی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکورہ صفات کے مطابق اُسکی بشارت کا سلسلہ حضورؑ کی وفات تک جاری رکھا۔ اگر حضورؑ اپنے دس لڑکوں اور دس پوتوں کے متعلق بھی اُنکے پسر موعود یعنی مصلح موعود ہونے کا گمان کرتے تو اللہ تعالیٰ اُن دس لڑکوں اور دس پوتوں کو بھی فوت کر دیتا اور وہی تین لڑکے حضورؑ کے گھر میں زندہ رہتے جن کے نام حضورؑ نے بطور تقاؤل رکھے تھے مثلاً مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں اور ایک پوتے کو اس لیے فوت کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کی زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھنے کی اجتہادی غلطی کو درمیان سے رفع کرنا چاہتا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ دونوں لڑکوں اور ایک پوتے کو فوت کر کے حضورؑ کی اس اجتہادی غلطی کو درمیان سے نہ اٹھاتا تو پھر جس طرح جماعت احمدیہ میں حضورؑ کے ایک لڑکے مرزا بشیر الدین محمود احمد نے پسر موعود یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر لیا حالانکہ حضورؑ نے انکا صرف نام بطور تقاؤل (اشہار تکمیل تبلیغ۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ حاشیہ) رکھا تھا۔ اب جماعت احمدیہ قادیان خاکسار کے سمجھانے کے باوجود نہ سمجھنے کیلئے تیار ہے اور نہ ہی جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے غلط دعویٰ کو چھوڑنے کیلئے تیار ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ حضورؑ کے اُن لڑکوں (بشیر احمد اول، مبارک احمد) کو وفات نہ کرتا جو الہی علم اور الہی رضا کے مطابق مصلح موعود (پسر موعود) نہیں تھے اور نہ ہی مرزا نصیر احمد کو وفات کرتا جو کہ الہی علم اور الہی رضا کے مطابق نافلہ بمعنی پوتا نہیں تھے۔ اگر حضورؑ کے یہ دونوں لڑکے

(بشیر احمد اول اور مبارک احمد) زندہ رہتے اور ان دونوں میں سے ایک مصلح موعود (پسر موعود) ہونے کا دعویٰ کر لیتا اور جماعت احمدیہ اُسکے دعوے کو قبول کر لیتی کہ حضورؐ نے بذات خود اُسے مولود مسعود وغیرہ فرمایا ہوا ہے (جیسا کہ وہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو قبول کر کے بیٹھی ہوئی ہے)۔ لیکن برخلاف اسکے الہی علم اور الہی رضا کے مطابق حضورؐ کا وہ لڑکا مصلح موعود (پسر موعود) نہ ہوتا بلکہ کوئی اور یا خاکسار ہوتا تو پھر نہ صرف جماعت احمدیہ خاکسار کے دعویٰ کی طرف مطلقاً توجہ نہ کرتی بلکہ وہ میدان محشر میں بھی حضرت احمد علیہ السلام کے آگے یہ سوال اُٹھاتی کہ چونکہ آپ نے اپنے اس مدعی لڑکے (بشیر احمد اول یا مبارک احمد) کو مولود مسعود فرمایا تھا لہذا جب اُس نے دعویٰ کیا تو ہم نے اُسکے دعویٰ کو قبول کر لیا۔ **اب اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟؟** عزیزم احمد صاحب!! تو پھر میدان محشر میں حضرت احمد علیہ السلام اپنی جماعت کو کیا جواب دیتے؟؟

اسی طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار پر انکشاف فرمایا ہے کہ نافلہ غلام کی بشارتیں بھی بمعنی پوتا کی بجائے بمعنی زائد انعام کے طور پر موعود کی غلام کے متعلق ہی ہیں لیکن اگر مثلاً حضورؐ کا بڑا پوتا مرزا نصیر احمد بھی زندہ رہتا اور بڑا ہو کر وہ بھی اپنے نافلہ موعود ہونے کا دعویٰ کر لیتا اور جماعت احمدیہ اُسکے دعوے کو قبول کر لیتی۔ اب جو میں لوگوں کو حقیقت بتا رہا ہوں کہ نافلہ موعود کی بشارت بھی زکی غلام کے متعلق ہی ہے تو پھر ظاہر ہے جماعت احمدیہ قادیان نے خاکسار کے دعویٰ مصلح موعود کی طرح خاکسار کے نافلہ موعود ہونے کے دعویٰ پر کان نہیں دھرنے تھے۔ میدان محشر میں جب خاکسار اللہ تعالیٰ کے حضورؐ یہ عرض کہتا کہ اے میرے خدا! میرے دعویٰ نافلہ موعود کی طرف بھی جماعت احمدیہ نے اس لیے توجہ نہیں کی تھی کیونکہ یہ لوگ کہتے تھے کہ بقول حضرت احمد علیہ السلام نافلہ موعود تو مرزا نصیر احمد تھا۔ اُس نے دعویٰ کیا تھا لہذا ہم نے اُس کا دعویٰ قبول کر لیا تھا کیونکہ حضرت احمدؑ نے اپنی زندگی میں اُسے نافلہ موعود قرار دیا تھا۔ **عزیزم احمد صاحب۔ ایسی صورتحال میں قیامت کے دن حضرت احمد علیہ السلام اپنی جماعت کو پھر کوئی جواب نہ دے سکتے؟؟** یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت احمد علیہ السلام کی ان اجتہادی غلطیوں کو درمیان سے اُٹھنے اور رفع کرنے یا اپنے برگزیدہ بندے کو ان اجتہادی غلطیوں سے برا الذمہ کرنے کیلئے مذکورہ دونوں لڑکوں اور پوتے کو فوت کیا تھا۔

عزیزم احمد صاحب۔۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت احمد علیہ السلام کے گھر میں جتنے لڑکے پیدا کرنے منظور تھے اللہ تعالیٰ وہ لڑکے بھی پیدا کرتا رہا لیکن ساتھ ساتھ جس مقصد کیلئے زکی غلام کی بشارتیں نازل فرما رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس مقصد کو بھی فوت نہیں ہونے دیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے حکیمانہ رنگ میں ملہم پر بھی اور اُسکی جماعت پر بھی اپنا یہ ارادہ ظاہر فرمادیا کہ اے میرے بندے! مصلح موعود (پسر موعود) تیرا کوئی لڑکا یا پوتا نہیں ہے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں اگر ملہم سے مصلح موعود (پسر موعود) کو اپنا لڑکا یا نافلہ موعود کو اپنا پوتا خیال کرنے کی اجتہادی غلطیاں سرزد ہوئی تھیں تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُسکے تصرف کے ماتحت ہوا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ درمیان میں ایک عقدہ رکھ کر ملہم کی جسمانی اولاد اور اُسکی جماعت کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ملہم کی اولاد اور اُسکی جماعت کی آزمائش منظور نہ ہوتی تو پھر اللہ تعالیٰ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کو اس طرح نازل فرمادیتا۔۔۔

”اسکے ساتھ فضل ہے جو اُسکے آنے کیساتھ آئے گا۔۔۔ وہ زکی غلام تیرا جسمانی لڑکا نہیں ہوگا بلکہ تیری جماعت میں سے تیرا روحانی فرزند ہوگا۔۔۔ اور آگے وہی الہامی عبارت شروع ہو جاتی کہ۔۔۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وغیرہ۔۔۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔۔۔ تک

عزیزم احمد صاحب۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ملہم کی اولاد اور اُسکی جماعت کی آزمائش منظور نہ ہوتی تو پھر وہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کو مذکورہ بالا الفاظ کیساتھ نازل فرما سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس طرح الہامی پیشگوئی کو نازل نہ فرما کر زکی غلام کے سلسلہ میں ایک عقدہ کو درمیان میں رکھا تا کہ بعد ازاں سچے مومنوں اور نام نہاد مومنوں، صادقوں اور کاذبوں کا امتحان لیا جاسکے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے امام مہدی کے سلسلہ میں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے اُسکے فاطمہؑ کی عمرت میں سے پیدا ہونے کے الفاظ نکلوا کر اُمت محمدیہ کا سخت امتحان لیا تھا۔ اسی طرح حضرت احمد علیؑ کی اولاد اور اُسکی جماعت کے امتحان کیلئے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں زکی غلام کے بارے میں درمیان میں عقدہ رکھنے کیلئے اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا اور اپنے تصرف کے ماتحت اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمدؑ سے چند اجتہادی غلطیاں کروائی تھیں تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے؟؟ مزید برآں زکی غلام کے سلسلہ میں ملہم سے ایک اجتہادی غلطی ہوئی یا ایک سے زیادہ ہوئیں تھیں۔ چونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور تصرف میں ہوا تھا لہذا یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ انبیاء کی اس قسم کی اجتہادی غلطیوں کے پردے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بہت سارے مسائل دینیہ سکھاتا ہے اور مزید برآں انبیاء کی بشریت کے تحقق کیلئے بھی ایسا ہوتا ہے تاکہ لوگ شرک کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اسی سلسلے میں حضور فرماتے ہیں۔

”اگر یہ کہا جائے کہ انہیں احادیث کی کتابوں میں بعض اُمور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجتہادی غلطی کا بھی ذکر ہے۔ اگر کل قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وحی سے تھا تو پھر وہ غلطی کیوں ہوئی۔ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر قائم نہیں رکھے گئے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ وہ اجتہادی غلطی بھی وحی کی روشنی سے دور نہیں تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے قبضہ سے ایک دم جدا نہیں ہوئے تھے۔ پس اس اجتہادی غلطی کی ایسی ہی مثل ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں چند دفعہ سہو واقع ہوا تا اس سے دین کے مسائل پیدا ہوں۔ سو اسی طرح بعض اوقات اجتہادی غلطی ہوئی تا اس سے بھی تکمیل دین ہو اور بعض باریک مسائل اسکے ذریعہ سے پیدا ہوں اور وہ سہو بشریت بھی تمام لوگوں کی طرح سہو نہ تھا بلکہ دراصل ہمرنگ وحی تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص تصرف تھا جو نبی کے وجود پر حاوی ہو کر اُس کو کبھی ایسی طرف مائل کر دیتا تھا جس میں خدا تعالیٰ کے مصالح تھے۔ سو ہم اس اجتہادی غلطی کو بھی وحی سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔ کیونکہ وہ ایک معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ اس وقت اپنے نبی کو اپنے قبضہ میں لے کر مصالح عام کے لیے ایک نور کو سہو کی صورت میں یا غلط اجتہاد کے پیرایہ میں ظاہر کر دیتا تھا۔ اور پھر ساتھ ہی وحی اپنے جوش میں آ جاتی تھی جیسے ایک چلنے والی نہر کا ایک مصلحت کیلئے پانی روک دیں اور پھر چھوڑ دیں۔ پس اس جگہ کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ نہر سے پانی خشک ہو گیا یا اس میں سے اٹھا لیا گیا۔ یہی حال انبیاء کی اجتہادی غلطی کا ہے۔ کہ رُوح القدس تو کبھی اُن سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ مگر بعض اوقات خدا تعالیٰ بعض مصالح کیلئے انبیاء کے فہم اور ادراک کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے۔ تب

کوئی قول یا فعل سہویا غلطی کی شکل پر اُن سے صادر ہوتا ہے اور وہ حکمتِ الہی جو ارادہ کی گئی ہے ظاہر ہو جاتی ہے۔ تب پھر وحی کا دریا زور سے چلنے لگتا ہے اور غلطی کو درمیان سے اٹھا دیا جاتا ہے گویا اس کا کبھی وجود نہیں تھا۔“ (روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۱۳-۱۱۶)

عزیزم احمد صاحب۔۔ اس سے بڑھ کر خاکسار آپ کو کیا سمجھا سکتا ہے؟؟ اگر آپ اب بھی نہ سمجھیں تو میں بڑے افسوس کیساتھ کہوں گا کہ شاید آپ ان معاملات کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔

سوال نمبر ۳۔۔ ”کیا آپ کی بیعت کرنا ضروری ہے؟“

الجواب۔۔ حضرت احمد علیہ السلام خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں۔۔۔

(۱) ”وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ فَيَضُّ هَذَا الرَّسُولِ هَذَا لَطْفَهُ وَأَكْمَلَهُ وَجَدَّ إِلَى لَطْفِهِ وَجُودَهُ حَتَّى صَارَ وَجُودِي وَجُودَهُ فَمَنْ دَخَلَ فِي جَمَاعَتِي دَخَلَ فِي صَحَابَةِ سَيِّدِي خَيْرِ الْمُرْسَلِينَ وَهَذَا هُوَ مَعْنَى وَآخِرِينَ مِنْهُمْ كَمَا لَا يَخْفَى عَلَيَّ الْمُتَدَبِّرِينَ وَمَنْ فَزَقَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْمُصْطَفَى فَمَا عَرَفَنِي وَمَارَأَى۔ اور خدا نے مجھ پر اُس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اُس نبی کریم کے لطف اور وجود کو میری طرف کھینچا یہاں تک میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنی آخرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اُس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔“ خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحات ۲۵۸-۲۵۹

عزیزم احمد صاحب۔۔۔۔ (۱) حضرت احمد علیہ السلام نے اپنے خطبہ الہامیہ میں جو نسبت اپنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بیان فرمائی ہے۔ وہی نسبت محمدی مریم حضرت احمد علیہ السلام کی آپ کے موعود کی غلام کے درمیان میں ہے۔ (۲) حضرت احمد علیہ السلام کے بقول جس نے آپ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فرق کیا اُس نے حضرت احمد علیہ السلام کو نہ ہی دیکھا اور نہ ہی پہچانا۔ بعینہ جس نے حضرت احمد علیہ السلام اور خاکسار کے درمیان فرق کیا اُس نے خاکسار کو نہ ہی دیکھا اور نہ ہی پہچانا۔ (۳) جس طرح لوگوں کا حضرت احمد علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونا دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تجدید تھا بعینہ لوگوں کا اس عاجز کی بیعت میں داخل ہونا بھی دراصل حضرت احمد علیہ السلام کی بیعت کی تجدید ہے۔ حضرت امام مہدی و مسیح موعود اپنی کتاب شہادت القرآن میں فرماتے ہیں۔

(۴) ”یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ یعنی بعد اسکے جو خلیفہ (مجدد۔ ناقل) بھیجے جائیں پھر جو شخص انکا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔“ (روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۴)

حضرت احمد علیہ السلام کے بقول مجددوں پر ایمان نہ لانا دراصل فاسق ہونے کے مترادف ہے۔ مجدد پر ایمان لانے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اُسکی بیعت کر کے اُسکی جماعت میں داخل ہو جانا۔ اسی طرح ازالہ اوہام میں حضرت احمد علیہ السلام فرماتے ہیں۔۔

(۵) ”ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ظاہر پر ہی ان بعض حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں محمول کیا جاوے تب

بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل مُتَّبِع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہو اور ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ متبعین کے ذریعہ سے بعض خدمات کا پورا ہونا درحقیقت ایسا ہی ہے کہ گویا ہم نے اپنے ہاتھ سے وہ خدمات پوری کیں۔ بالخصوص جب بعض متبعین فنا فی الشیخ کی حالت اختیار کر کے ہمارا ہی رُوپ لے لیں اور خدا تعالیٰ کا فضل انہیں وہ مرتبہ ظلی طور پر بخش دیوے جو ہمیں بخشا۔ تو اس صورت میں بلاشبہ اُن کا ساختہ پر داختہ ہمارا ساختہ پر داختہ ہے کیونکہ جو ہماری راہ پر چلتا ہے وہ ہم سے جدا نہیں اور جو ہمارے مقاصد کو ہم میں ہو کر پورا کرتا ہے وہ درحقیقت ہمارے ہی وجود میں شامل ہے۔ اسلئے وہ جزو اور شاخ ہونے کی وجہ سے مسیح موعود کی پیشگوئی میں بھی شریک ہے۔ کیونکہ وہ کوئی جدا شخص نہیں۔ پس اگر ظلی طور پر وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مثیل مسیح کا نام پاوے اور موعود میں بھی داخل ہو تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ گو مسیح موعود ایک ہی ہے مگر اس ایک میں ہو کر سب موعود ہی ہیں کیونکہ وہ ایک ہی درخت کی شاخیں اور ایک ہی مقصد موعود کی رُوحانی یگانگت کی راہ سے متمم و مکمل ہیں اور اُن کو اُن کے پھلوں سے شناخت کرو گے۔“ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۶ تا ۳۱۷)

جناب عزیزم احمد صاحب۔۔۔ حضرت احمد علیہ السلام نے اپنے موعود کی غلام کو اپنے وجود میں ہی شامل فرمایا ہے۔ لہذا حضرت احمد کے بعد آپ کے موعود کی غلام کی بیعت نہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا آپ حضرت احمد علیہ السلام کی بیعت سے دستبردار ہو رہے ہیں۔ لہذا آپ کے سوال کے سلسلہ میں جو اباً گذارش ہے کہ اگر حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی بیعت کرنا ضروری ہے اور آپ نے لوگوں سے بیعت کیلئے فرمایا تھا۔ تو پھر خاکسار یعنی موعود کی غلام مسیح الزماں (جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم قرار دیا ہے بلکہ فخر الرسل اور قمر الانبیاء بھی فرمایا ہے) کی بیعت نہ کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟؟

سوال نمبر ۵۔۔ ”وہ لوگ جن پر تمام حجت ہو چکی ہے یا ابھی نہیں ہوئی اگر وہ آپ کی بیعت نہیں کرتے تو وہ کیا کہلائیں گے۔ کافر یا کچھ اور؟“

الجواب۔ اس سوال کے ضمن میں حضرت احمد علیہ السلام کا جو پہلے فتویٰ موجود ہے وہی جواب میری طرف سے بھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”ابتداء ہی سے میرا یہ مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ ہاں ضال اور جادہ صواب سے منحرف ضرور ہوگا۔ اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ ہاں میں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادہ صدق و صواب سے دور سمجھتا ہوں جو اُن سچائیوں سے انکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پرکھولی ہیں۔ میں بلاشبہ ایسے ہر ایک آدمی کو ضلالت کی آلودگی سے مبتلا سمجھتا ہوں جو حق اور راستی سے منحرف ہے۔ لیکن میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لیوے۔“ (تزیاق القلوب ۱۹۰۰ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۲ تا ۲۳۳)

اسی سوال کا مفصل جواب آپ نے حقیقۃ الوحی (صفحات ۱۶۷ تا ۱۶۹) میں دیا ہے۔ تفصیل آپ وہاں سے پڑھ لینا۔ آپ فرماتے ہیں:-

”یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے منفری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں

سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب باياته ط یعنی بڑے کافر وہی ہیں ایک خدا پر افتراء کرنے والا۔ دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذّب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے۔ اس صورت میں نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا۔“ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷)

سوال نمبر ۶۔۔ ”حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے قرآن حدیث کی روشنی میں زنا کے کیا قوانین تھے۔ یعنی کسی پر الزام کس طرح لگایا جا سکتا تھا۔ اور ملزم کس طرح اپنی بریت ثابت کرتا تھا؟“

الجواب۔۔ عزیزم۔ خاکسار نے اپنی تحریروں اور تقاریر میں برملا لکھا اور کہا ہے کہ میں زندگی میں کبھی بھی مذہب کا طابع علم نہیں رہا ہوں۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء سے پہلے خاکسار مذہبی طور پر ایک اُمی انسان تھا۔ لہذا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم و عدل فرمایا ہوا ہے۔ اگر آپ نے زنا کے سلسلہ میں کوئی فرمودہ یا فتویٰ جاری فرمادیا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم حکم و عدل پر دلی ایمان رکھتے ہیں تو پھر ہمارے لیے کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم آپ کے فرمودہ پر عمل پیرا ہونے کی بجائے آپ سے پہلے کے قوانین اور فتاویٰ ڈھونڈتے پھریں۔ زنا کے سلسلہ میں آپ کی بعثت سے پہلے کے قرآن حدیث کی روشنی میں قوانین کو نہ صرف آپ بہتر جانتے تھے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُمت میں آپ حکم و عدل سے بڑھ کر قرآن کریم کو بھی کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

(۱) ”مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“ (الحکم، ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۲) ”دوم اس ظالم کیساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے۔ کیونکہ بچشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت کی بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔“ (الحکم، ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۳) ”یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد و افتراء کیلئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا؟“ (تبلیغ رسالت، جلد نمبر ۲، صفحہ ۲)

عزیزم احمد صاحب۔۔۔ خاکسار اپنی مصروفیات کی وجہ سے آپ کے سوالوں کے جوابات تھوڑی دیر کیساتھ دے رہا ہے۔ اُمید ہے آپ درگزر فرمائیں گے۔ والسلام

خاکسار

عبدالغفار جنبہ۔ کیل، جرمنی

موعود کی غلام مسیح الزماں (موعود مصلح صدی پانزدہم)

۳۰ نومبر ۲۰۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکرم و محترم جنبہ صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے بفضل خدا بخیریت ہونگے۔ کبھی کبھی آپ کو تکلیف دیتا ہوں۔ امید ہے آپ برا نہیں مناتے ہونگے۔ آپ کی مصروفیت کا اندازہ ہے۔

۱۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو جو خطوط لکھے ان میں دو کتابچوں کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ ساتھ بچھو رہا ہوں۔ وہ دو کتابچے کون سے تھے۔ اندازے سے میں نے انہیں آپ کی کتاب غلام مسیح الزماں اور دینیکی خدا ہے، خیال کیا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

کیا آپ وہ اصل کتابچے جو آپ نے حضور کو بچھوائے تھے خاکسار کو بچھوا سکتے ہیں۔ کیونکہ ویب سائٹ پر موجود کتابچے پر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ نظر ثانی کے بعد اس لئے میں وہ اصل کتابچے پڑھنا چاہتا ہوں۔

۲۔ مندرجہ ذیل سوال دوبارہ لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ کوشش کے باوجود اسے سمجھ نہیں پا رہا۔

آپ رسول کریم ﷺ کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا تھا۔ شروع میں میں، درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح ابن مریم ہو گا۔ اس طرح آپ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد مہدی تھے اور میں مسیح ہوں۔

جبکہ حضرت مرزا غلام احمد اس کے برعکس ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ رسول کریم ﷺ کی حدیث کہ مہدی ہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔ کے مطابق میں ہی مہدی ہوں اور میں ہی مسیح ابن مریم ہوں۔ اور اس کے علاوہ دوسری احادیث کو رد کرتے ہیں۔

برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں۔

۳۔ نبی سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے۔ درست بات ہے۔ لیکن یہ بات کہ نبی اپنی ساری زندگی ایک اجتہادی غلطی پر قائم رہ سکتا ہے۔ بندہ سمجھ نہیں پا رہا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

جیسا کہ خاکسار بتا چکا ہے کہ حضورؐ ’زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود‘ کو اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اپنے گھر میں آسکتے تو لڈکا آخری وقت تک انتظار کرتے رہے۔ جیسا کہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم کی درج ذیل شہادت سے بھی ظاہر ہے۔ آپ فرماتی ہیں:-

”یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر نیکی کہا کرتی اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے۔ نیکی ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔ مبارک احمد کی وفات کے بعد کے الہامات بھی شاہد ہیں کہ ایک بار میرے سامنے بھی مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جان سے بڑے زور سے اور یقین دالانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ تم کو مبارک کا بدلہ جلد ملے گا۔ بیٹے کی صورت میں یا نافلہ (پوتے) کی صورت میں۔“ (حیات ناصر جلد اول صفحہ ۱۲ بحوالہ بشارات ربانیہ صفحہ ۱۸)

(۱) یہ حوالہ میرے اس بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ حضورؐ ’زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود‘ کے اپنے ہاں تو لڈکا کیلئے آخری وقت منتظر رہے۔ لیکن بعد ازاں حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود آپکا کوئی جسمانی فرزند نہیں تھا۔ اگر یہ زکی غلام آپکا جسمانی فرزند ہوتا تو ضرور آپکے ہاں پیدا ہوتا۔

کھڑے ہو کر دلائل کیساتھ اپنا نافلہ موعود ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہو۔ بعد ازاں حضرت مہدی مسیح موعودؑ اسی مثیل مبارک احمد کا انتظار کرتے کرتے بالآخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے دن لاہور میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۲، ۳)

ہے۔ تو اس سلسلہ میں یہاں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ مسیح موعود کے جس بیٹے کا ذکر کیا جاتا ہے وہ بنیاداً اصل مسیح موعود کا روحانی فرزند ہے نہ کہ صلیبی بیٹا۔ حضورؐ پر بعض الہامات نافلہ غلام کے متعلق نازل ہوئے تھے۔ حضورؐ نے یہاں نافلہ سے اپنا کوئی پوتا مراد لیا تھا۔ واضح رہے کہ حضورؐ کا نافلہ غلام کے متعلق اپنا پوتا ہونے کا خیال بھی آپ کا اجتہادی خیال تھا جو کہ بعد ازاں زکی غلام کو لڑکا خیال کرنے کی طرح درست ثابت نہ ہوا۔ حضورؐ نے اپنے جس صلیبی لڑکے کے متعلق بھی زکی غلام (لڑکا) ہونے کا خیال ظاہر فرمایا وہ لڑکے (بشیر احمد اول اور صاحبزادہ مبارک احمد) فوت ہو گئے۔ اسی طرح آپ نے نافلہ غلام کی پیشگوئی کو بمعنی پوتا اپنے جس پوتے پر چسپاں کیا تھا وہ پوتا (مرزا نسیم احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) بھی صغیر سن میں فوت ہو گیا۔ جہاں تک نعمت اللہ ولی کی یادگار بیٹے کے متعلق پیشگوئی کا تعلق ہے تو میں اس پر اپنے مضامین میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔ یہ یادگار بیٹا

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۶، ۷)

ان حوالوں کو پڑھنے کے بعد بندہ یہ سمجھ پایا ہے کہ پہلی دفعہ تو اجتہادی غلطی ہو گئی اور وہ بچہ فوت ہو گیا۔ لیکن حضورؐ پھر بھی نہیں سمجھے اس لئے ایک اور بیٹے کو پھر موعود کہہ دیا اللہ نے اسے بھی مار دیا۔ پھر اپنے پوتے کو موعود خیال کیا وہ بھی مر گیا۔ اور آپؐ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تک اسی خیال میں مبتلا رہے کہ وہ میرا جسمانی بیٹا ہی ہو گا۔

برائے مہربانی اس سلسلہ میں بھی رہنمائی فرمائیں۔ تکلیف کے لئے معذرت خواہ ہوں

خاکسار

احمد

۱۲ اکتوبر، ۲۰۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محترم جنبہ صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے بفضل خدا بخیریت ہونگے۔ جیسا کہ آپ نے لکھا تھا کہ ابھی میرے پہلے سوالوں کے جواب لکھنا شروع نہیں کیا۔ اس لئے تین مزید سوال بچھو رہا ہوں۔ برائے مہربانی انہیں بھی پہلے سوالوں کے ساتھ شامل کر لیں۔ شکریہ

۱۔ کیا آپ کی بیعت کرنا ضروری ہے؟

۲۔ وہ لوگ جن پر اتمام حجت ہو چکی ہے یا ابھی نہیں ہوئی اگر وہ آپ کی بیعت نہیں کرتے تو وہ کیا کہلائیں گے۔ کافر یا کچھ اور؟

۳۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے قرآن اور حدیث کی روشنی میں زنا کے کیا قوانین تھے۔ یعنی کسی پر الزام کس طرح لگایا جاسکتا تھا۔ اور ملزم کس طرح اپنی بریت ثابت کرتا تھا؟

میل کی رسیدگی سے مطلع فرمائیں۔ جواب اپنی سہولت سے دے دیں۔

خاکسار

احمد